سلسلة قصص الانبیاء

3

ہولناک طوفان

اشتیاق احمد

ھولناک طُوفان

قصہ سیّدِنا نُوح علیہ السلام

اشتیاق احمد

دارُالسّلام
کتاب وسُنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاھور
کراچی • لندن • ھیوسٹن • نیو یارک

جواد اور فواد خوشی خوشی گھر میں داخل ہوئے...... بستوں کو ان کی جگہ پر رکھتے ہوئے وہ پرُ جوش انداز میں پکارے:

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔''

''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' سب گھر والے بولے۔ پھر ان کی والدہ نے حیران ہو کر پوچھا:

''یہ کیا، آج کوئی خزانہ مل گیا ہے کیا؟ اتنے خوش تو تم پہلے کبھی نظر نہیں آئے۔''

''آپ کا خیال سو فیصد درست ہے۔'' جواد نے بلند آواز سے کہا۔

''کیا مطلب...... گویا تمہیں واقعی کوئی خزانہ مل گیا ہے؟''

''جی بالکل یہی بات ہے...... اس خزانے سے ہم اس وقت تک بے خبر تھے...... اور

مجھے افسوس ہے۔ابو......آپ سب بھی آج تک بے خبر ہیں......اس پر حیرت بھی ہے۔''

''اوہو......آخر تم کس خزانے کی بات کر رہے ہو بھئی......کچھ پتا تو چلے؟''

''جی میں بتاتا ہوں......ہمارا ایک دوست ہے......نذیر احمد......آج جمعرات ہے نا۔''

یہاں تک کہہ کر جواد نے ان کی طرف دیکھا۔

''یہ کیا بات ہوئی...... ہمارا ایک دوست ہے ...... نذیر احمد ...... آج جمعرات ہے نا۔''

''جی ہاں! انھوں نے سکول سے نکلتے وقت یہی کہا تھا......آج جمعرات ہے تم دونوں بھی میرے ساتھ دربار پر چلو۔''

''دربار!......کیا مطلب؟'' سب گھر والے ایک ساتھ بولے۔

''جی ...... بڑی سرکار کے دربار پر......اس نے بتایا کہ وہ تو ہر جمعرات کو بڑی پابندی سے بڑی سرکار کے دربار پر حاضری دیتا ہے......اس کے ماں باپ، بہن بھائی سبھی جاتے ہیں......اور بڑی سرکار سب کی جھولیاں بھر دیتے ہیں......اللہ کی کتنی مخلوق دن رات وہاں جاتی ہے اور اپنی مرادیں پاتی ہے...... نذیر احمد کی یہ باتیں سن کر ہم بھی اس کے ساتھ ہو لیے......اور کیا بتائیں ابا جان وہاں کی رونقوں کی کیا بات ہے...... ہزاروں لوگ ان کے مزار کی طرف چاروں طرف ہاتھ باندھے باادب کھڑے تھے......کوئی سجدے میں تھا تو کوئی کھڑا تھا......کوئی آنسو بہا رہا تھا، تو کوئی جھولی پھیلائے بیٹھا تھا......''

''پھر...... پھر تم دونوں نے کیا کیا؟'' ان کے والد کانپتی ہوئی آواز میں بولے۔

''جی......آپ کی آواز کو کیا ہوا؟'' جواد نے بوکھلا کر کہا۔

''تم میرے سوال کا جواب دو۔'' انھوں نے کہا۔

''ہم نے بھی وہی کیا جو نذیر نے کہا...... پہلے اس نے مزار کے سامنے سجدہ کیا...... پھر دیر تک ہاتھ پھیلائے دعا کرتا رہا...... ہم نے بھی یہی کیا۔''

پھر گھر میں چٹاخ پٹاخ کی دو آوازیں گونجیں...... ان کے والد نے انھیں ایک ایک زوردار طمانچہ رسید کیا تھا۔

''یہ...... یہ کیا...... ہم سے...... ہم سے کوئی سنگین غلطی ہوگئی ہے؟''

''ابھی میں نے تم سے بہت نرم سلوک کیا ہے...... اس لیے کہ لاعلمی میں تم یہ کام کر گزرے ہو...... تمہارا قصور اتنا نہیں...... جتنا میرا ہے......''

''جی...... ہم سمجھے نہیں۔''

''میں نے تمھیں کبھی بتایا ہی نہیں...... ہمارے ملک میں کیا رجحان پیدا ہو چکا ہے۔ جن جن کاموں سے روکنے کے لیے ہمارے پیارے رسول ﷺ دنیا میں تشریف لائے تھے...... اب ہم وہی کام کرنے لگے ہیں...... قبروں کو سجدہ کرنا اور قبروں سے مرادیں مانگنا خالص شرک ہے...... اس جرم کی معافی نہیں...... اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا، باقی سب گناہ چاہے تو معاف کر دے گا...... قبروں کو سجدہ کرنا اور بتوں کو اللہ ماننا ایک ہی بات ہے...... ہندو بتوں کو سجدہ کرتے ہیں...... اور ہم جو خود کو مسلمان کہتے ہیں...... قبروں کو سجدے کرتے ہیں اور پھر بھی اپنے خیال میں مسلمان کے مسلمان رہتے ہیں...... استغفر اللہ۔''

''اللہ رحم فرمائے...... آپ کا مطلب ہے...... یہ سب کرنا شرک ہے؟''

''ہاں...... خالص شرک...... اس میں کوئی شک نہیں......''

''لیکن ابا جان...... یہ شرک آخر شروع کیسے ہوگیا؟''

''یہ آج سے نہیں...... نبیٔ کریم ﷺ سے بھی پہلے...... بہت پہلے سیدنا نوح علیہ السلام

إن الشرك لظلم عظيم
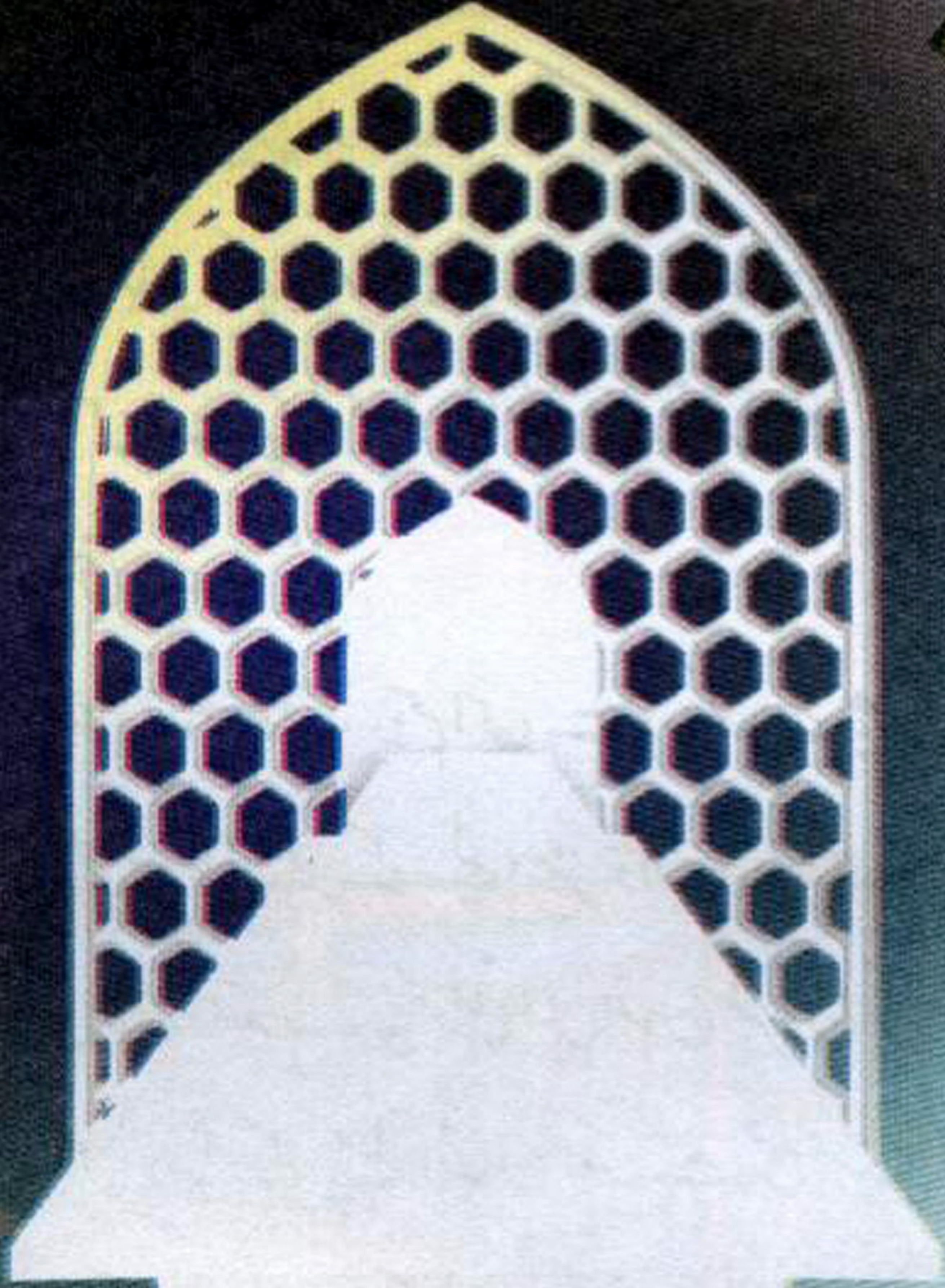
کے زمانے میں شروع ہوا تھا...... بلکہ ان کے نبی بنائے جانے سے بھی پہلے۔''

''تو پھر ہمیں اس کی تفصیل سنائیں...... تاکہ ہم اور ہم جیسے آئندہ شرک سے بال بال بچیں......'' فواد نے کہا۔

''ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔'' بھائی جان بولے۔

''اچھی بات ہے...... عشاء کے بعد یہی کام ہوگا...... ان شاء اللہ۔

آؤ اب کھانا کھالیں۔ اس سے پہلے تم فوراً اللہ سے توبہ کرلو...... کیونکہ موت کسی وقت بھی آ سکتی ہے......''

''اے اللہ! ہم سے جو گناہِ عظیم ہوا...... ہم اس سے توبہ کرتے ہیں۔''

''بس ٹھیک ہے۔'' اور پھر وہ کھانے کے لیے دسترخوان کی طرف بڑھے۔

عشاء کی نماز کے بعد ان کے والد نے یہ کہانی اس طرح شروع کی:

''یہ تو تم جانتے ہو کہ اس دنیا کے پہلے انسان اور پہلے نبی سیدنا آدم علیہ السلام تھے۔ سیدنا آدم علیہ السلام کے زمانے میں اور آپ کے بعد ایک عرصے تک دنیا میں شرک کا کوئی نشان تک نہیں تھا...... سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد میں پانچ بزرگ بہت نیک تھے۔ ان کے نام ودّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر تھے۔'

جب یہ فوت ہوئے تو لوگوں پر غم طاری ہوگیا...... وہ ان کی قبروں کے پاس بیٹھنے اور وہاں رونے پیٹنے لگے۔ اس وقت شیطان نے اپنا کام دکھایا...... اس کا کام ہے انسانوں کو ورغلانا، سیدھے راستے سے ہٹا کر شرک اور گناہ کے راستے پر لگا دینا۔

شیطان انسانی شکل میں ان لوگوں کے پاس آیا اور کہنے لگا: تم ان بزرگوں کی

یادگار قائم کرلو۔ وہ ہر وقت تمہارے سامنے رہے گی۔

ان لوگوں نے اس تجویز کو پسند کیا۔ شیطان نے ان بزرگوں کی تصاویر بنا کر ان کے سامنے رکھ دیں...... وہ لوگ ان تصاویر کے پاس جمع ہونے لگے۔ اب ابلیس نے دوسری چال چلی، کہنے لگا: تمہیں دور سے آنا پڑتا ہے، میں تمہیں بہت سی تصاویر دے دیتا ہوں، تم ان کو اپنے گھروں میں یادگار کے طور پر رکھ لو...... یہ بات انھیں اور زیادہ پسند آئی۔

اس نسل تک تو معاملہ یونہی رہا، اگلی پشت نے ان تصاویر کی پوجا شروع کر دی۔ پھر ان تصاویر کی جگہ ان بزرگوں کے بتوں نے لے لی۔ انھوں نے تصاویر کی شکل کے بت تراش لیے...... یہ بات بھی انھیں شیطان نے بتائی تھی۔ اس طرح دنیا میں بتوں کی عبادت شروع ہوئی...... ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر جب بتوں کی عبادت شروع کر دی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لیے سیدنا نوح علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا۔

سیدنا نوح علیہ السلام سیدنا ادریس علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ ادریس علیہ السلام آپ کے پردادا تھے۔

سورۂ شعرا، سورۂ عنکبوت، سورۂ صافات اور سورۂ مومن میں سیّدنا نوح علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ پھر ایک مکمل سورت یعنی سورۂ نوح، آپ کے نام سے نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغام دے کر آپ کو بھیجا۔ آپ نے قوم کو یہ پیغام بہت اچھے طریقے سے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر سورۂ اعراف میں یوں فرمایا ہے:

> 'ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انھوں نے کہا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں۔ مجھے تمھارے بارے میں بڑے دن کے عذاب کا بہت ہی ڈر ہے۔'

جواب میں ان کی قوم کے بڑے سردار کہنے لگے: 'ہم تو تمھیں صریح گمراہی میں مبتلا دیکھتے ہیں۔'

نوح علیہ السلام نے کہا: 'اے قوم! مجھ میں کسی طرح کی گمراہی نہیں میں تو پروردگارِ عالم کا رسول ہوں۔ اپنے پروردگار کے پیغامات تمھیں پہنچاتا ہوں اور تمھاری خیر خواہی کرتا ہوں...... مجھے اللہ کی طرف سے ایسی باتیں معلوم ہیں جن سے تم بے خبر ہو۔ تمھیں اس
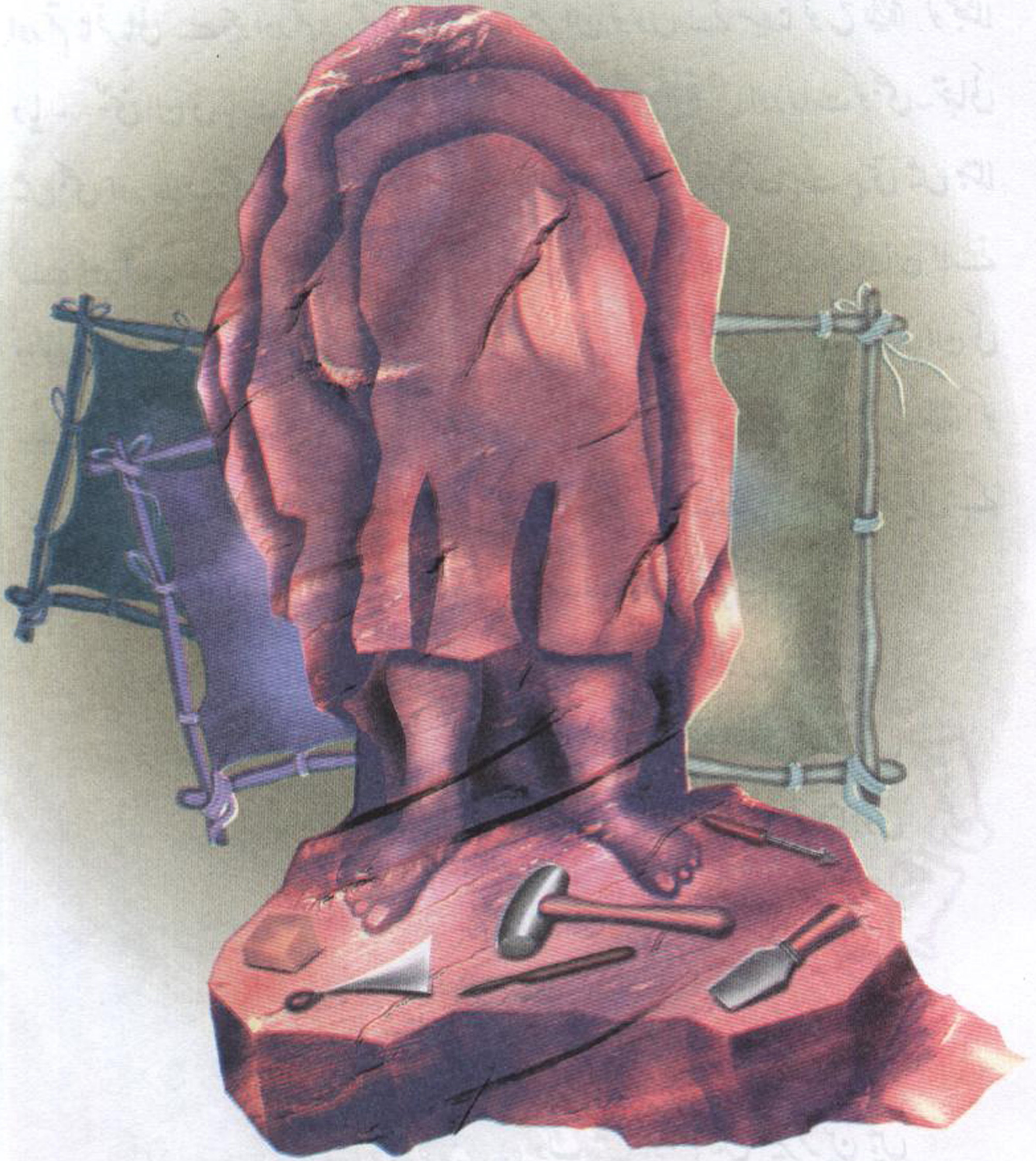
بات پر تعجب ہے کہ تمھارے پاس نصیحت تمھارے پروردگار کی طرف سے ایک ایسے آدمی کے ذریعے سے آئی ہے جو تمھی میں سے ہے؟ تاکہ وہ تمھیں (برے انجام سے) ڈرائے اور تم نافرمانی سے بچو اور تم پر رحم کیا جائے۔' مگر ان لوگوں نے سیدنا نوح علیہ السلام کو جھٹلا دیا...... یعنی ان کی بات نہ مانی۔ آپ نے انھیں دن کو بھی تبلیغ کی اور رات کو بھی۔ تنہائی میں بھی اور علانیہ بھی لیکن کوئی طریقہ کارگر ثابت نہ ہوا۔ اکثر لوگ بت پرستی میں مبتلا رہے اور آپ سے دشمنی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کو اور آپ پر ایمان لانے والوں کو برا کہنے لگے، شہید کر دینے یا جلا وطن کر دینے کی دھمکیاں دینے لگے۔ ان کی بے عزتی کرتے اور زیادہ سے زیادہ تکالیف پہنچاتے اور انھوں نے سیدنا نوح علیہ السلام کو یہاں تک کہہ دیا: 'ہمارے خیال میں تُو واضح گمراہی میں مبتلا ہے۔' ان تمام زیادتیوں کے باوجود سیدنا نوح علیہ السلام انھیں نرمی سے سمجھاتے رہے۔ آپ ان سے کہتے:

'اے میری قوم! میں گمراہ نہیں ہوں بلکہ میں تو سب جہانوں کے رب کی طرف سے رسول ہوں۔ میں تمھیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمھاری خیر خواہی کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔'

قوم کے سردار آپ کی باتوں کے جواب میں کہنے لگے:

'نوح (علیہ السلام) ہم تیری بات کیسے مان لیں جبکہ تُو تو ہماری طرح کا ایک آدمی ہے، پھر تیرے پیروکار بھی وہ لوگ ہیں جو ہم میں حقیر ترین ہیں اور عقل و شعور سے عاری ہیں، لہٰذا ہم تو تجھ میں کوئی ایسی بات نہیں

پاتے جو تیری فضیلت و بڑائی کا سبب ہو۔ ہمارے خیال میں تو ایک جھوٹا آدمی ہے۔'

انھیں اس بات پر حیرت تھی کہ ایک انسان خود کو اللہ کا رسول بتا تا ہے؟ ہم جیسا انسان نبی کس طرح ہو سکتا ہے! آج بھی کچھ لوگ نبیٔ کریم ﷺ کو انسان نہیں مانتے، حالانکہ قرآن میں جا بجا انبیاء کی زبانی ان کے انسان ہونے کی صراحت موجود ہے۔ نبیٔ کریم ﷺ کی زبانی بھی قرآن میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ میں تمھاری ہی طرح ایک (بشر) انسان ہوں، فرق یہ ہے کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ بہر حال میں بتا رہا تھا کہ جو لوگ سیدنا نوح علیہ السلام پر ایمان لا چکے تھے، ایمان نہ لانے والے لوگ ان کی بھی توہین کرتے تھے۔

ان کے انتہائی بُرے سلوک کے باوجود ایک دن سیّدنا نوح علیہ السلام نے ان سے کہا:

’اے میری قوم! تمھارا کیا خیال ہے کہ اگر میں اس دلیل پر قائم ہوا جو میرے رب کی طرف سے میرے پاس آئی ہے اور اس نے اپنی رحمت سے بھی مجھے سرفراز کیا ہو یعنی نبوت عطا کی ہو، لیکن وہ تم سے چھپی رہی تو ہم تمھیں زبردستی اس دلیل کا قائل کیسے کر سکتے ہیں؟ جبکہ تم اس سے نفرت کرتے ہو اور اس سے دور بھاگتے ہو۔ میری قوم! میں اس وعظ و نصیحت پر تم سے کسی اجرت کا طلب گار نہیں ہوں۔ میرا اجر و بدلہ اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ ہاں یہ بات یاد رکھو! میں تمھاری وجہ سے ایمان داروں کو اپنے پاس سے دور نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ جہالت سے کام لے رہے ہو۔‘

یہ کہنے سے سیدنا نوح علیہ السلام کا مطلب یہ تھا کہ میں تمہیں ایسی چیز پہنچا رہا ہوں جس میں تمہارا دنیا اور آخرت کا فائدہ ہے اور اس کام کے بدلے میں تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا، میں یہ چیز صرف اللہ سے مانگتا ہوں، اس کا ثواب میرے لیے بہتر ہے اور وہ اس سے زیادہ فائدہ مند ہے، جو تم مجھے دے سکتے ہو۔

سیدنا نوح علیہ السلام انھیں کئی سو سال تک تبلیغ کرتے رہے۔"

"جی کیا فرمایا...... کئی سو سال...... اس کا مطلب ہے کہ آپ کی عمر بہت زیادہ تھی؟" جواد کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

''ہاں! سیدنا نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو تبلیغ کی...... اتنی طویل مدت میں بہت تھوڑے سے لوگ مسلمان ہوئے۔ جب ایک نسل کے لوگ مرتے تو وہ اپنی اولاد کو وصیت کر جاتے کہ نوح (علیہ السلام) پر ایمان نہ لانا۔ ان سے جھگڑتے رہنا۔ گویا ہر باپ، بیٹے کو یہی نصیحت کرتا۔ مطلب یہ کہ ایمان کو قبول کرنا انھیں کسی صورت گوارا نہ تھا۔ آخر اس بد بخت قوم نے آ کر سیدنا نوح علیہ السلام سے کہا:

'اے نوح! اگر تم سچے ہو تو جس چیز سے تم ہمیں ڈراتے ہو، وہ ہم پر لے آؤ۔'

اس پر سیدنا نوح علیہ السلام نے فرمایا:

'اس عذاب کو تو اللہ ہی جب چاہے گا، نازل کرے گا اور تم اسے کسی طرح بھی عاجز نہیں کر سکتے۔'

آپ نے قوم کو دن رات تبلیغ کی...... انتھک محنت کی مگر ساڑھے نو سو سال کی بے مثال کوششوں کے باوجود قوم نے ایمان کی دولت قبول نہ کی۔ اُلٹا ان سے عذاب کا مطالبہ کرنے لگے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی:

'تمھاری قوم میں سے جتنے لوگ ایمان لا چکے، ان کے علاوہ اور کوئی ایمان نہیں لائے گا، اس لیے جو کام یہ کر رہے ہیں، آپ اس کی وجہ سے غم نہ کریں۔'

ان الفاظ کے ذریعے سے سیدنا نوح علیہ السلام کو تسلی دی گئی پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

'تو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق ایک کشتی بنا اور مجھ سے ان لوگوں کے متعلق بات مت کرنا جنھوں نے ظلم کیا، بے شک

انھیں غرق کر دیا جائے گا۔'

اللہ تعالیٰ کے ایسا فرمانے کی وجہ یہ تھی کہ جب وہ لوگ کسی طرح نہ مانے تو پھر نوح علیہ السلام نے ان پر اللہ کا غضب نازل ہونے کی دعا کی تھی۔ اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ آپ نے ان الفاظ میں دعا کی تھی:

'اے میرے رب! میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے، لہٰذا تو میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے اور مجھے اور جو میرے ساتھ ایمان لانے والے ہیں، انھیں بچا لے۔'

آپ نے یہ دعا بھی کی:

'اے پروردگار! کسی کافر کو روئے زمین پر زندہ نہ رہنے دے، اگر تو انھیں رہنے دے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان سے جو اولاد بھی ہوگی، وہ بھی فاجر و کافر ہی ہوگی۔'

اس طرح ان پر کفر اور شرک کے جرم کے ساتھ ان کے نبی کی بددعا کا وبال بھی آپڑا اور اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوح علیہ السلام کو ایک کشتی بنانے کا حکم دیا۔

کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے 80 ہاتھ لمبی کشتی بنانے کا حکم دیا اور ہدایت دی کہ اس کو اندر اور باہر تارکول لگائیں اور اس کا اگلا حصہ خم دار بنائیں تا کہ وہ پانی کو چیر کر نکل سکے۔

ایک روایت کے مطابق وہ کشتی تین سو ہاتھ لمبی اور پچاس ہاتھ چوڑی تھی۔ اس کی تین منزلیں تھیں۔ ہر منزل دس ہاتھ بلند تھی۔ نچلی منزل مویشیوں اور جنگلی جانوروں کے لیے تھی۔ درمیانی منزل انسانوں کے لیے اور اوپر والی منزل پرندوں کے لیے تھی۔ اس کا دروازہ چوڑائی میں تھا اور اس پر ایک چھت بھی تھی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوح علیہ السلام کو ہدایت فرمائی:

'جب ہمارا حکم آپہنچے اور زمین میں پانی جوش مارنے لگے تو تمام قسم کے جانوروں کا ایک ایک جوڑا یعنی نر اور مادہ کشتی میں بٹھا لینا اور اپنے گھر والوں کو اور جو ایمان لائے ہیں، انھیں بھی سوار کر لینا اور جن کے بارے میں ہلاک کیے جانے کا حکم دیا جا چکا ہے ان کے بارے میں کچھ

نہ کہنا، یعنی کسی ظالم کی سفارش نہ کرنا، وہ ضرور ڈبو دیے جائیں گے۔'

اس بات کا مطلب یہ تھا کہ کسی کافر کو کشتی میں سوار نہ کیا جائے اور ایمان لانے والے سب لوگوں کو سوار کر لیا جائے۔

کشتی پر کل کتنے آدمی سوار ہوئے، اس بارے میں مختلف روایات آئی ہیں۔ کچھ روایات میں ہے کہ وہ کل 80 افراد تھے، ایک روایت کے مطابق 72 افراد تھے۔

سیدنا نوح علیہ السلام کا بیٹا ''کنعان'' بھی آپ پر ایمان نہیں لایا تھا...... آپ آخر وقت تک اسے سمجھاتے رہے لیکن وہ نہ مانا۔ پھر جب اللہ کے عذاب کی پہلی نشانی شروع ہوئی یعنی زمین میں پانی جوش مارنے لگا، سیدنا نوح علیہ السلام نے اللہ کی ہدایت کے مطابق سب کو کشتی میں سوار کر لیا، لیکن آپ کا بیٹا رہ گیا، چنانچہ آپ نے اللہ سے درخواست کی۔ آپ کی درخواست کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب قرآنِ کریم میں اس طرح بیان ہوا ہے:

'اور نوح نے اپنے رب کو پکارا اور کہا: اے پروردگار! بے شک میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نوح! وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے، وہ بدکردار ہے۔ لہٰذا تو مجھ سے اس چیز کا سوال نہ کر جس کا تجھے علم نہیں، میں بلاشبہ تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو نادانوں میں سے نہ بن۔ تب نوح علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس سے کہ میں تجھ سے اس چیز کا سوال کروں جس کا مجھے علم نہیں اور اگر تو نے میری بخشش نہ کی اور مجھ پر رحم نہ کیا تو

میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔'

پھر جب سب ایمان والے کشتی پر سوار ہو گئے تو آسمان کو بھی بارش برسانے کا حکم ہوا۔ گویا آسمان سے بھی پانی برسا اور زمین نے بھی پانی اگلا، اس طرح پانی کی سطح بلند سے بلند تر ہوگئی، ایسے میں سیدنا نوح علیہ السلام نے بیٹے کو پکارا اور فرمایا:

'اے بیٹے اب بھی وقت ہے، میری دعوت کو قبول کر لے، ایک اللہ کو معبود مان لے۔'

اس بدبخت نے جواب دیا:

'میں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاؤں گا...... وہ مجھے غرق ہونے سے بچا لے گا۔'

اس پر سیدنا نوح علیہ السلام نے فرمایا:

'آج کوئی اللہ کے حکم سے بچانے والا نہیں، صرف وہی بچے گا جس پر اللہ کا رحم ہو جائے گا۔'

باپ بیٹے کی گفتگو جاری تھی کہ پانی کی موج آ گئی اور کنعان غرق ہو گیا۔ اس طرح سیدنا نوح علیہ السلام کی دعوت کو نہ ماننے والے سب کے سب غرق ہو گئے کوئی ایک بھی نہ بچ سکا، پھر سیدنا نوح علیہ السلام کی کشتی کوہِ جودی یعنی جودی پہاڑ پر جا کر ٹھہر گئی۔"

"کوہِ جودی...... یہ پہاڑ کہاں ہے بھلا؟" فواد بولا۔

"کوہِ جودی ارارات کے پہاڑوں میں سے کوئی پہاڑ بتایا جاتا ہے۔ ارارات دراصل جزیرے کا نام ہے اور اس کا سلسلہ دریائے فرات اور دریائے دجلہ کے درمیان بغداد تک چلا گیا ہے۔"

"اچھا سنو! پھر پانی آہستہ آہستہ اترنا شروع ہوا، آسمان کو بارش برسانے سے تھم جانے کا حکم ہوا اور زمین کو حکم ہوا کہ پانی نگل لے۔ جب زمین خشک ہوگئی تو کشتی والوں نے پھر سے زمین پر قدم رکھے اور ان سے دنیا کی دوبارہ آبادی شروع ہوئی...... یہ تھی بیٹے اس دنیا پر شرک کی ابتدا اور ان مزاروں کی حقیقت، میرا خیال ہے اب تم اچھی طرح سمجھ چکے ہو گے۔"

"بہت بہت شکریہ ابو جان...... آپ نے بہت تفصیل کے ساتھ ہمیں سمجھایا...... اللہ تعالیٰ ہماری غلطی کو معاف فرمائے اور آئندہ ایسے کاموں سے بچنے کی توفیق دے۔ ہم ان شاء اللہ اپنے دوست نذیر کو بھی یہ کہانی سنائیں گے۔ آپ ہمیں ایسی ہی کہانیاں سنایا کریں۔"

"اچھی بات...... اب سونے کی تیاری کرو۔"

ہولناک طوفان

کوئی برسوں نہیں

صدیوں سیدھے راستے پر بلاتا رہے

کوئی مانے یا نہ مانے

وہ اپنا فرض پوری تن دہی سے انجام دیتا رہے

آپ اس کے صبر اور حوصلے کی داد دیں گے یا نہیں؟

لوگوں نے انھیں جھٹلایا

طنز کا نشانہ بنایا

ان کے ایک اللہ کا انکار کیا اور

اپنے جھوٹے خداؤں کو اپنا معبود قرار دیا

وہ پھر بھی صبر کے ساتھ حق کی دعوت دیتے رہے

اور بالآخر کفر اور شرک کے اندھیرے

''ہولناک طوفان'' میں غرق ہو گئے

''ہولناک طوفان'' شرک کرنے والوں کے

ہول ناک انجام کی کہانی

آپ کے لیے